اسلام میں غربت کا علاج......زکوۃ

ڈاکٹر یوسف القرضاوی

اس میں شک نہیں کہ اسلام نے ہر کس و ناکس کو اپنی اور اپنے خاندان کی جملہ ضروریات کی تکمیل کے لئے محنت مشقت کے ذریعہ اپنی روزی خود فراہم کرنے کا پابند کیا۔ پھر یہ بھی بتایا کہ جو لوگ مفلس اور تہی دست ہونے کے ساتھ ساتھ محنت و مشقت سے عاجز ہوں، ان کے خوش حال رشتہ داروں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان کی کفالت اور مناسب نگہداشت کریں لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہر مفلس کو دولت مند عزیز یا قریبی رشتہ دار میسر نہیں ہوتے، ایسے نازک موقع پر یہ سوال ضرور پیدا ہوگا کہ اس قسم کے نادار یتیموں، بیواؤں اور سن رسیدہ مردوں اور عورتوں کا کیا ہوگا؟ کم سن بچوں، اپاہج، بیمار اور مصیبت زدہ افراد کو معاشرے میں پنپنے کے مواقع کیوں کر حاصل ہوں گے؟۔ اسی طرح وہ لوگ کس طرح روزی حاصل کرسکیں گے جن کے اندر کام کرنے کی پوری صلاحیت اور حوصلہ ہے لیکن انھیں روزگار نہیں ملتا، یا وہ لوگ کیا کریں گے جو برسر روزگار تو ہیں لیکن کم آمدنی اور زیادہ خرچ کی وجہ سے پریشان ہیں۔ کیا یہ مناسب ہوگا کہ انھیں بھوک اور افلاس کے شکنجے میں سسکنے کے لئے یوں ہی چھوڑ دیا جائے؟ جب کہ ان کے اردگرد ایسے افراد بھی موجود ہوں جو ان کے درد کا علاج جانتے ہوں، لیکن پھر بھی خاموش ہوں!۔ یقیناً اسلام انھیں فراموش نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے دولت کے امین اور اسکی نگرانی کرنے والوں سے اس بات کا مطالبہ کیا کہ وہ بنیادی اور شرعی حقوق کی بجا آوری، اور ضروریات زندگی کی تکمیل کے بعد جو کچھ بچ رہے اس کی ایک مخصوص مقدار اپنے ان بھائیوں پر خرچ کریں جو زندگی کے اس سفر میں ان سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ اسی مطالبے کا نام زکوۃ ہے۔

اسلامی قانون کا مطالعہ بتاتا ہے کہ غربا، اور مساکین، زکوۃ کے اولین حقدار ہیں۔ بیشتر روایتیں ایسی ملتی ہیں جن میں بقیہ مصارف کی بجائے اسی ایک مصرف کا ذکر کیا گیا ہے! دراصل اس کی وجہ یہی ہے کہ دیگر مصارف کی بنیاد بھی یہی غریبی اور افلاس ہے۔ چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کرنے سے پہلے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا تھا کہ ''یمن کے دولت مندوں سے زکوۃ وصول کرنا، اور وہیں کے غریبوں میں اسے تقسیم کردینا۔ (بخاری)

اسی بنا پر امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کا مسلک یہ ہے کہ زکوۃ صرف غریبوں کے لئے ہے۔

مؤخر کرکے رمضان کے بعد رکھے جاسکتے ہیں

زکوۃ، غربی کا شرطیہ علاج:

جس طرح غربی ایک ہمہ گیر مسئلہ ہے، اس کے انسداد کے لئے زکوۃ کی مد سے حاصل شدہ آمدنی بھی کسی طرح ناکافی یا محدود نہیں اس لئے کہ حصول زکوۃ کے کئی ذرائع ہیں، اور ہر ذریعہ اپنی جگہ مضبوط بنیادوں پر استوار ہے مثال کے طور پر ایک ذریعہ کھیتوں اور باغوں سے حاصل ہونے والی پیداوار ہے جس میں سے حسب قاعدہ چالیسواں یا بیسواں حصہ زکوۃ کے نام سے علیحدہ کیا جاتا ہے۔ اس زکوۃ کا ایک نام عشر بھی ہے، جس کی وسعت کا اندازہ قرآن پاک کی اس آیت سے ہوتا ہے:۔

وممااخرجنالکم من الارض (بقرہ۔۲۶۷) اور (خرچ کرو) اس میں سے جو کہ ہم نے تمھارے لئے زمین سے پیدا کیا۔

اس حدیث نبوی سے بھی اس عموم کا پتہ چلتا ہے۔

فیما سقت السمآء العشر ،وفیما سقی بآلة نصف العشر ۔(متفق علیہ باختلاف الفاظ)

بارش کے پانی سے حاصل شدہ پیداوار پر عشر (دسواں حصہ) ہے اور اگر پانی کے حصوں میں مشقت ہو تو اس پیداوار میں نصف عشر (بیسواں حصہ دینا ضروری) ہے۔

زرعی پیداوار کی طرح فیکٹری، کارخانے، (کرائے کے) مکانات، اور آمدنی کے دیگر وسائل جن سے شہری آبادی کے بڑے حصے کی معاشی ضرورتیں وابستہ ہوتی ہیں مخصوص شرطوں کے ساتھ ان کی پیداوار پر بھی زکوۃ کا فریضہ عائد ہوتا ہے۔ شہد کی مکھی سے حاصل ہونے والی شہد جو دراصل زراعتی پیداوار کے سلسلے کی ایک کڑی ہے عقل ونقل کی رو سے اس کا دسواں حصہ بھی بطور زکوۃ واجب ہوگا شہد پر قیاس کرتے ہوئے ریشم کے کیڑوں سے حاصل ہونے والے ریشم، پالتو مویشیوں اور گائے بھینس وغیرہ کے دودھ سے حاصل ہونے والی آمدنی کا عشر بھی بطور زکوۃ لیا جا سکتا ہے۔

ان مسائل میں قیاس کی حیثیت ایک شرعی دلیل کی سی ہے۔ جس کا ثبوت نص قرآنی سے ہوتا ہے۔ اصول فقہ کی کتابوں میں قیاس کے لئے متعدد ایسی شرطیں ملتی ہیں جس کی بنا پر ایسا کوئی قیاس نہیں کیا جا سکتا جس میں دو مختلف چیزوں میں بلاوجہ یکسانیت دکھائی جائے۔ یا دو یکساں چیزوں میں فرق ثابت کیا جائے، اس لئے کہ اگر ایسا ہوا تو قیاس کی روح باقی نہ رہے گی۔

جو شیخ فانی روزہ سے عاجز ہو اور عجز دائمی ہو تو فدیہ ادا کرے

نقد زر سرمایہ اور تجارتی اسباب کی قیمت کا چالیسواں حصہ بطور زکوۃ واجب ہوگا۔ البتہ یہ ضروری ہوگا کہ ان کا مالک مسلمان ہونے کے ساتھ صاحب نصاب ہو۔ اس کے ذمہ کوئی قرض نہ ہو، اور اس کے اہل وعیال کی روزمرہ کی ضروریات سے فاضل سرمایہ نصاب کی شکل میں اس کے پاس موجود ہو۔

مویشی جنھیں دودھ اور نسل کی افزائش کے لئے پالا جاوے، جیسے اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ، اگر ان کی تعداد نصاب کے مطابق ہوجائے اور سال کے بڑے حصہ تک ان کی گذران، عام چراگاہوں میں ہوئی ہو۔ تو ان پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔

البتہ امام مالکؒ کے نزدیک مویشیوں پر بہرصورت زکوۃ آئے گی، خواہ چرائی کا بار اس کے مالک نے سال بھر خود برداشت کیا ہو۔

بعض صحابہ وتابعین اسی طرح امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک افزائش نسل کے لئے پالے گئے گھوڑوں پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔

زکوۃ کی مقدار کا تعین ملکیت رکھنے والوں کی مشقت اور سہولت کو مدنظر رکھ کر کیا گیا ہے۔ چنانچہ جو مال آدمی کو اچانک اور یکجا طور پر مل جائے مثلاً کان، یا معدنی خزانہ وغیرہ تو اس میں سال گذرنے کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ جس وقت وہ حاصل ہوگا، اسی وقت کل مال کا پانچواں حصہ وصول کرلیا جائے گا، اس لئے کہ سال کی مدت افزائش اور منافع کے حصول کے لئے ہوتی ہے اور یہ کل کا کل نفع ہے۔ البتہ علماء ومحققین اس بارے میں اختلاف رکھتے ہیں کہ آیا یہ پانچواں حصہ زکوۃ کے مد میں خرچ کیا جائے گا یا مال غنیمت کی طرح ملکی ضروریات اس کا مصرف ہوگا۔

صدقہ فطر

اسلام میں مال کی زکوۃ کے علاوہ ایک اور زکوۃ ہے جو جان پر واجب ہوتی ہے اور صدقہ فطر کے نام سے موسوم ہے۔ یہ روزوں کی ادائیگی اور عید کی آمد کی خوشی میں شکرانے کے طور پر ادا کی جاتی ہے۔ اس کے اندر دو حکمتیں مضمر ہیں۔

۱۔ روزوں کی ادائیگی میں جو قصور اور نقص شامل ہوگیا ہو، اس کی تلافی ہوجائے۔

۲۔ غریبوں کی دلدہی کیجائے اور ان میں یہ احساس پیدا کیا جائے کہ اسلامی معاشرہ اور تمام مسلمان ان کے

شیخ فانی عاجز فقیر ہو اور فدیہ نہ دے سکے تو اسے فدیہ معاف ہے

بھائی بند ہیں۔اوران کے دکھ درد میں برابر کے شریک ہیں۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فرض رسول الله صلی الله علیه وسلم زکوة الفطر طهرة للصیام من اللغو والرفث وطعمة للمساکین۔(ابوداؤد)

صدقہ فطر کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ روزہ دار کے نقائص اورخامیوں کا ازالہ ہواورغریبوں کے لئے روزی مہیا ہو،اسلئے یہ فرض ہے۔صدقہ فطر ایک سالانہ فریضہ ہے، جواپنے اندر کچھ خصوصیات رکھتا ہے۔

الف۔یہ جان کا صدقہ ہے،اس لئے اس کی ادائیگی کے لئے مالی استطاعت شرط نہیں

ب۔زکوۃ جس طرح صاحب نصاب مالداروں پرفرض ہے،صدقہ فطر عام مسلمانوں پرفرض ہے۔حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ادائیگی ہر مسلمان پر عائد کی ہے خواہ وہ آزاد ہو یاغلام،مرد ہو یا عورت۔امیر ہو یاغریب۔البتہ اس کے پاس اتناغلہ ہوناضروری ہے جواس کے اوراس کے اہل وعیال کی ایک روزہ ضروریات سے فاضل ہو۔

صدقہ فطر کی فرضیت کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مسلمان خواہ دولت مند ہو یا تہی دست اپنے جیسے دوسرے بھائیوں کی ہمدردی اوران کے دکھ درد میں شریک ہونے کے لئے ہمہ تن تیار ہو۔اوریہ یادرکھے کہ اس کا ہاتھ سدا اونچا رہے۔اس لئے کہ نیچے والے ہاتھ سے اوپروالا ہاتھ ہرحال میں اچھا ہوتا ہے۔اوراگرخدانخواستہ اس کے دل کے کسی گوشہ میں یہ خیال پرورش پارہا ہوکہ لینے والوں سے اس کی حالت کہاں بہتر ہے؟ تواسے اس کا چنداں غم نہ ہونا چاہئے۔اس لئے کہ آج اس کے پاس جوقدرے زائد سرمایہ ہے۔اگراس کووہ دوسروں پرخرچ کررہا ہے،توخدانخواستہ کل اگراس کے پاس نہ رہا تووہ محروم بھی نہ ہوگا۔اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''جودولتمند ہیں اورزکوۃ اداکرتے ہیں (اس کے ذریعہ)خداان کی دولت کوپاک وصاف فرمائیں گے،اورجونادار ہیں(اپنی ناداری کے باوجود)اگرانھوں نے فراخدلی سے خیرات کی توخداانھیں اس سے کہیں زیادہ دے گا،جتنا آج انھوں نے خرچ کیا ہے،،۔امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صدقہ فطراسی صورت میں آسکتا ہے جب کہ آدمی مقررہ نصاب کا مالک ہو۔بصورت دیگراس پرصدقہ فطرواجب نہ ہوگا۔

ج۔شریعت نے اس کی مقداراس قدر کم رکھی ہے،جسے ملت اسلامیہ کی بڑی اکثریت بلافکر وتردد بآسانی اداکرسکتی ہے،بلکہ اداکرتی ہے۔چنانچہ حسب ارشادنبوی صدقہ فطر کی مقدار ایک صاع گیہوں،کشمش

روزہ کے فدیہ کی مقدار فی روزہ دوکلوایک سوپچاس گرام گندم یااس کا آٹا ہے

یا کھجور ہے۔ یہ مقدار اس لئے رکھی گئی کہ عام طور پر ایک آدمی کی روزمرہ کی خوراک کم وبیش اسی قدر ہوتی ہے۔
صاع = چارلپ (متوسط ہاتھوں کے)، میٹرک پیمانے سے صاع کی احتیاطی مقدار ۲ء۱۷۶ کلوگرام گیہوں ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز، حسن بصری، اور عطا بن رباح سے منقول ہے کہ غلہ کی بجائے قیمت دینا بھی درست ہے، امام ابوحنیفہ بھی یہی کہتے ہیں، غالباً اس لئے کہ غریبوں کی حاجت براری کے لئے یہی بہتر ہے۔ بہرکیف! زکوۃ کا موضوع بے حد وسیع موضوع ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، شائقین اس کے لئے ہماری کتاب ''فقہ الزکوۃ،، کا مطالعہ کرسکتے ہیں، اللہ کا شکر یہ ہے کہ اس کے اندر کتاب وسنت کی روشنی میں زکوۃ کے فضائل ومسائل تفصیل سے درج ہیں۔ البتہ میں مناسب سمجھونگا کہ زکوۃ کے کچھ گوشے یہاں اجاگر کروں، جو غریبی اور اس کے ازالہ سے متعلق ہیں، مثلاً یہ کہ زکوۃ کا مقام، اس کی حکمیت و مصلحت اور اس کے مقاصد کیا ہیں، یہ کب اور کن چیزوں پر واجب ہوتی ہے، اس کی جمع وتقسیم کے ذمہ دار، اور اس کے مستحق کون ہیں، زکوۃ اور ٹیکس میں کیا فرق ہے؟ وغیرہ۔

اسلام میں زکوۃ کا مقام

یہ اس دین کا اعجاز، اس کے دین الٰہی اور ابدی پیغام ہونے کی دلیل ہے کہ اس نے غریبی کے علاج اور غریبوں کے حقوق کی بحالی کے لئے پہل کی، لیکن اس طرح نہیں کہ غریبوں کے سامنے حقوق اور مطالبات کی فہرست پیش کی، یا انھیں کسی خونیں انقلاب کے لئے استعمال کیا، بلکہ اس کی بجائے ایسی مثبت تدابیر کی طرف رہنمائی کی، جن سے کسی سیاسی اتھل پتھل اور ہنگامے کے بغیر صحیح معنی میں غریبی کا ازالہ ہو، اور کسی کا بال بیکا نہ ہو۔
منجملہ ان تدابیر کے ایک تدبیر زکوۃ ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالی نے حکومت وقت (یا متحد مسلم سماج) کی زیر نگرانی ساری امت کی دولت میں فقیروں اور مسکینوں کی رعایت کا حکم دیا، اور اسے دین کا تیسرا رکن، اسلام کا مخصوص شعار، اور چوتھی اہم ترین عبادت قرار دیا۔

زکوۃ کی اہمیت

قرآن پاک میں بارہا نماز کے ساتھ زکوۃ کا ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ اقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ سے پورا قرآن بھرا ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسلام کے بنیادی ارکان میں شمار فرمایا ہے۔ بخاری ومسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

تسحروافان فی السحور برکۃ ...... سحری کھایا کرو کہ اس میں برکت ہے (حدیث)

بنی الاسلام علی خمس :شهادةان لآاله الاالله وان محمدارسول الله ،واقام الصلوة ،وايتاء الزكوةوصوم رمضان ،وحج البيت لمن استطاع اليه سبيلا(متفق علیہ)

قرآن پاک اس کی تعلیم دیتا ہے کہ شرک سے بچتے ہوئے نماز پڑھنا اورزکوۃ دینا اسلامی برادری میں شرکت کی نشانی اورمسلمانوں کی سب سے بڑی پہچان ہے۔چنانچہ لڑنے والے مشرکین کے بارے میں ارشاد ہوا:۔

فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزكوة فخلوا سبيلهم ان الله غفوررحيم ٥(توبہ۔۵)

اگر یہ توبہ کرلیں اورنماز اورزکوۃ کو پابندی سے ادا کرنے لگیں تو ان کا راستہ چھوڑ دواب وہ تمہارے بھائی ہوئے۔بے شک اللہ تعالی بخشنے والا بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔

معلوم ہوا کہ زکوۃ وہ عبادت ہے جس کی ادائیگی کے بغیر نہ کوئی مسلمان بن سکتا ہے اورنہ اس عظیم تر اسلامی برادری میں شامل ہوسکتا ہے۔جہاں ہر چھوٹے بڑے کو یہ حق حاصل ہوتے ہیں جو دوسروں کو حاصل ہوتے ہیں ۔جہاں خود ان سے بھی انہیں تمام حقوق کا مطالبہ کیا جاتا ہے جس کا مطالبہ اوروں سے کیا جاتا ہے۔

قرآن پاک نے نماز اورزکوۃ کو اسی لئے بارہا یکجا ذکر کیا تاکہ دونوں کا باہمی تعلق نمایاں ہو اور ہر کوئی یہ جان لے کہ اسلام کی تکمیل دونوں کی یکجا ادائیگی میں مضمر ہے۔چنانچہ جس طرح نماز دین کا ستون ہے۔اس کی پابندی کرنے والا دین کی بنیادیں استوار کرنے والا سمجھا جاتا ہے،اوراس کو چھوڑنے والا دین کو ڈھانے والا متصور ہوتا ہے ،بالکل اسی طرح یہ بھی بتادینا مقصود ہے کہ زکوۃ اسلام کا پل ہے،جو جہنم کے دونوں سروں پر بچھا ہوا ہے،جو اس پر سے صحیح سالم گذرا وہ ہلاکت سے محفوظ ہوگا،لیکن جو غلط راستہ اپنائے گا جہنم اسے نگل لے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے تھے:''تمہیں نماز کی پابندی اورزکوۃ کی ادائیگی کا حکم ہے،لہذا ان کی پابندی کرو،اس لئے کہ جو زکوۃ نہ دے اس کی نماز نہ ہوگی،،۔(تفسیر طبری ۱۵۳)

حضرت جابرؓ حضرت زیدؓ سے نقل کرتے تھے کہ نماز اورزکوۃ یکساں فرض ہے۔ارشاد ہے:۔

فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزكوة فاخوانكم فى الدين(توبہ:۱۱)

اگرانہوں نے توبہ کی،نمازوں کی پابندی کی،اورزکوۃ ادا کی تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔

زکوۃ کی ادائیگی کے بغیر محض نمازیں ادا کرنے کو باری تعالی بھی قبول نہیں کرتا۔نیز کہتے تھے(ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ پر خدا رحم کرے،وہ دین کے اسرار سے کس درجہ واقف تھے،جب کہ انہوں نے کہا تھا:

والله لاقاتلن من فرق بين الصلوة والزكوة

جونماز اور زکوۃ میں فرق کرے گا، میں اس سے ضرور جنگ کروں گا۔

قرآن کریم کی نظر میں زکوۃ دینا مسلمانوں کی امتیازی شان اور حق پرستوں اور نکوکاروں کا خاص شعار ہے، جبکہ زکوۃ نہ دینا مشرکوں اور منافقوں کا شیوہ ہے، زکوۃ ایمان کی کسوٹی اور اخلاص وصداقت کی نشانی ہے، چنانچہ صحیح روایت میں ہے کہ: ''صدقہ روشن دلیل ہے،، کفر اور اسلام، نفاق اور ایمان، اور بدکاری اور پرہیز گاری کے درمیان فیصلہ کن چیز ہے۔ زکوۃ نہ دینے والا اسلام سے خارج، اور کامیابی اور جنت الفردوس کی ضمانت سے محروم ہوتا ہے۔

قدافلح المومنون الذین هم فی صلاتهم خاشعون والذین هم عن اللغو معرضون ،والذین هم للزکوة فاعلون (مومنون:۴)

مومن کامیاب ہوئے جوڈر اور خوف کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، لایعنی اور نکمی باتوں کی طرف مطلق توجہ نہیں دیتے، اور زکوۃ ادا کرتے رہتے ہیں۔

هدی وبشری للمؤمنین الذین یقیمون الصلوة ویوتون الزکوة. (نمل:۲۔۳)

ایمان والوں کے لئے موجب ہدایت وخوشخبری ہے جونماز کی پابندی کرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں، اور آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں۔

زکوۃ نہ دینے والا کتاب اللہ کی ہدایت سے دور اور نکوکاروں کے زمرے سے خارج ہو جاتا ہے۔

هدی ورحمة للمحسنین الذین یقیمون الصلوةویؤتون الزکوة وهم بالاخرة یؤمنون. (لقمان:۳۔۴)

نیک کام کرنے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہیں، جونماز پڑھتے اور زکوۃ دیتے ہیں، اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

زکوۃ دیئے بغیر آدمی کا شمار متقی پرہیز گار، اور پاکباز بندوں میں نہیں ہوتا۔

لیس البران تولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن بالله والیوم الآخر والملئکة والکتب والنبین وآتی المال علی حبه ذوی القربی والیتمی والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوة واتی الزکوة ....هم المتقون ہ (بقرہ۔۷۷)

حج کے لئے جمع کی گئی رقم پر سال گزر جائے تو زکوۃ واجب ہے

یہ کوئی کمال نہیں کہ تم مشرق کی طرف رخ کرو یا مغرب کی طرف۔ بلکہ کمال یہ ہے کہ خدا اور آخرت کے دن پر کامل ایمان رکھے، نبیوں، فرشتوں اور جملہ آسمانی کتابوں پر ایمان لائے۔ اور اللہ کی محبت میں اپنی دولت کو رشتہ داروں، غریبوں اور تہی دست مسافروں پر خرچ کرے۔ اسی طرح نمازوں کی پابندی کرے، زکوۃ دے (اور خوب سمجھ لے کہ بس انھیں کاموں سے خدا کے یہاں اس کی عزت ہوگی) اور وہ اس کے مخلص بندوں میں شامل ہوگا۔

زکوۃ نہ دینے والوں اور مشرکوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا۔

چنانچہ ارشاد ہے:۔

ویل للمشرکین الذین لایوتون الزکوۃ وھم بالاخرۃھم کفرون ہ (فصلت:۶۔۷)

برا ہو مشرکوں کا، یہ نہ زکوۃ دیتے ہیں، نہ ہی آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

زکوۃ میں لاپرواہی منافقوں کا شیوہ ہے۔

یقبضون ایدیھم ۔(توبہ۔۶۷) اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں۔

لاینفقون الاوھم کارھون (توبہ۔۵۴) خرچ کرتے ہیں تو ناخوشی سے خرچ کرتے ہیں۔

درحقیقت یہی لوگ رحمت خداوندی سے کوسوں دور رہتے ہیں۔

ورحمتی وسعت کل شئی فسأکتبھا للذین یتقون ویؤتون الزکوۃ والذین ھم بایتنا یؤمنون ہ (اعراف:۱۵۶)

یوں تو میری رحمت سبھوں کے لئے عام ہے، لیکن اس کے خصوصی حقدار وہ لوگ ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں، زکوۃ دیتے ہیں ورہماری آیتوں پر کامل یقین رکھتے ہیں۔

والمومنون والمومنات بعضھم اولیآء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ ویطیعون اللہ ورسولہ اولئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم ہ (توبہ۔۷۱)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں، اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔ اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں، اور زکوۃ دیتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانتے ہیں، ان لوگوں پر ضرور اللہ رحمت کرے گا، بلاشبہ اللہ تعالی قادر ہے حکمت والا ہے۔ زکوۃ میں لاپرواہی

پراویڈنٹ فنڈ کی زکوۃ فنڈ ملنے پر گزشتہ برسوں کا حساب کرکے دی جائے

کرنیوالوں کوخدا، اس کے رسول اور اللہ کے نیک بندے دوست نہیں رکھتے۔

انماولیکم الله ورسوله الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون (مائدہ۔۵۵)

تمہارے دوست، اللہ، اس کے رسول اور ایمان والے، جونماز اور زکوۃ کی اس طرح پابندی کرتے ہیں کہ ان کے دل خوف خدا سے معمور ہوتے ہیں اور بس اللہ کے لئے رکوع کرتے ہیں۔

زکوۃ نہ دینے والے غیبی امداد سے بھی محروم ہوتے ہیں، اس لئے کہ:۔

ولینصرن الله من ینصره ان الله لقوی عزیز . الذین ان مکنهم فی الارض اقامواالصلوۃ واتواالزکوۃوامروابالمعروف ونهو اعن المنکر ولله عاقبة الاموره (حج۔۴۰۔۴۱)

خدا کی تائید اور غیبی امداد انھیں حاصل ہوتی ہے جواس کے دین کی مدد کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جوحکومت اور مرتبہ پانے کے باوجود نمازوں کی پابندی کرتے ہیں دوسروں کواچھے کاموں کی ترغیب دیتے ہیں اور برے کاموں سے منع کرتے ہیں۔

زکوۃ نہ دینے پرعذاب

قرآن پاک جہاں زکوۃ دینے والوں کے لئے خیر وبرکت اور اجروثواب کاوعدہ کرتا ہے وہیں غریبوں کی حق تلفی کرنے اور اپنی تجوریاں بھرنے والوں کے لئے ہولناک اور سخت ترین وعیدوں کا اعلان بھی کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے:۔

والذین یکنزون الذهب والفضةولاینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم ہ یوم یحمی علیها فی نارجهنم فتکوی بها جباههم وجنوبهم وظهورهم ط هذا ماکنزتم لانفسکم فذوقو اماکنتم تکنزون ہ (توبہ۳۴۔۳۵)

اور جولوگ سونا اور چاندی جمع کرکر کے رکھتے ہیں اوراسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے آپ انھیں دردناک عذاب کی خبر دیجئے اس روز سونے اور چاندی کوآگ سے تپایاجائے گا۔ پھراس سے ان کی پیشانی، پہلو اور پشتوں کوداغا جائے گا، اوران سے کہاجائے گا یہ وہی سونا اور چاندی ہے جسے تم اپنے لئے جوڑ جوڑ کر رکھتے تھے اب مزہ چکھو اپنے جمع کرنے کا اسی طرح زکوۃ نہ دینے والوں کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی وعید سنائی ہے اور دنیا میں برے انجام اور آخرت میں برے حشر سے خبردار کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت

کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:۔

من اتـه الله مالافلم يودزكوته مثل له يوم القيمة شجاعااقرع له زبيتان يطوقه يوم القيمة ثم ياخـذ بمهزمتيه ثم يقول انامالک انا کنزک ثم تلاالنبی صلى الله عليه وسلم ولايحسبن الخ (بخاری)

جس کو اللہ نے مال دیا ہے اوراس نے اس کی زکوۃ نہ نکالی ،اس کا مال قیامت کے دن ایک سانپ کی شکل میں لایاجائے گا جس کی دوزبانیں ہوں گی وہ اس کی گردن میں ڈال دیا جائیگا۔پھر یہ سانپ اس آدمی کو اپنے جبڑوں میں جکڑ لے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیراخزانہ ہوں، پھرآپ نے آیت تلاوت فرمائی **ولايحسبن الذين الخ**

دنیا کی سزاؤں کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:۔

مامنع قوم الزكوة الاابتلاهم الله بالسنين ۔(طبرانی)

جوقوم زکوۃ دینے سے کتراتی ہے خدااسے قحط سالی اور بھوک وافلاس میں گرفتار کردیتا ہے۔

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:۔

ولم يمنعوا زكوةاموالهم الامنعواالقطرمن السمآء ولولا البهائم لم يمطروا (ابن ماجہ)

جب بھی لوگ زکوۃ سے غفلت کریں گے،باران رحمت سے خداانھیں محروم کردے گا،اوراگر یہ بے زبان چوپائے اورمویشی ان کے پاس نہ ہوتے توتم دیکھ لیتے کہ بارش کاایک قطرہ بھی ان پرنہ گرتا۔

ایک اورحدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:۔

وما خالطت الصدقة .اوقال الزكوةمالاالاافسدته . (بیہقی)

صدقہ اورزکوۃ کاروپیہ جس مال سے خلط ملط ہوجاتا ہے،وہ مال ہلاک ہوجاتا ہے۔

زکوۃ دبانے والوں کی یہ سزائیں تووہ ہیں جوباری تعالی کی طرف سے دنیایاآخرت میں ظہور پذیر ہوتی ہیں ،یاہوں گی،لیکن اس کےعلاوہ اس جرم کی کچھ اورسزائیں بھی ہیں جسے اسلامی شریعت نے وضع کیا ہے۔اورحاکم وقت یاامت کے سربراہ کواس کے نفاذ کی اجازت دی ہے۔چنانچہ اس حدیث کولیجئے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:۔**من اعطاها مؤتجرافله اجرها ومن منعها فانا آخذهاوشطرماله غرمة من غرمات ربنا لايحل لآل محمد منها شيء. (ابوداؤد)**

سونے چاندی کی صورت میں رکھاہوامال خواہ زیور ہلاکت ہوں

کوزکوۃ دینے والا کبھی بھی اجر سے محروم نہ ہوگا۔لیکن یادرکھو! جو زکوۃ نہ دے گا، میں اسے گرفتار کرلوں گا، اور اس کی جائیداد کا نصف حصہ بحق باری تعالی ضبط کرلوں گا، لیکن مجھے یا آل محمد کو اس میں سے ایک پائی بھی نہ ملے گی۔

اس حدیث سے اس بات کی کھلی اجازت ملتی ہے کہ حاکم وقت ایسوں کی جائیداد تک ضبط کرسکتا ہے تاکہ زکوۃ چوروں یا اس کی ادائیگی میں سستی کرنے والوں کی آنکھیں کھلیں، اور وہ مزید غفلت سے باز آئیں۔

لیکن یہ یادرکھنا چاہئے کہ اس سلسلے کی تمام سزائیں تعزیر میں شمار ہوں گی اور یہ قاعدہ ہے کہ تعزیر کا تعین بڑی حدتک حاکم وقت یا سربراہ مملکت کی صوابدید اور موقعہ اور محل کی مناسبت پر موقوف ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جائیداد کی ضبطی کی بجائے قیدوبند، یا جسمانی اذیت کی دوسری متبادل صورت پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے۔اور اگر مذکورہ بالا سزائیں بھی اثرانداز نہ ہوسکیں تو حاکم یا سربراہ کو اس کی بھی مکمل اجازت ہوگی کہ ایسوں کے خلاف تلوار اٹھائے اور انھیں تہ تیغ کرادے جیسا کہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں کیا تھا۔

آپ نے فرمایا: ''**واللہ لاقاتلن** ......، خدا کی قسم میں اس سے جنگ کروں گا، جو نماز اور زکوۃ میں فرق کرے گا، اس لئے کہ زکوۃ مال کا حق ہے، خدا کی قسم اگر وہ ایک رسی بھی جو وہ حضور ﷺ کو دیتے تھے، اب اس سے انکار کریں گے تو میں ان سے لڑوں گا۔ (متفق علیہ)

علامہ ابن حزم اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ:۔

زکوۃ روک لینے والوں کے بارے میں شرعی فیصلہ یہ ہے کہ زبردستی یا بخوشی بہرصورت ان سے زکوۃ کا مطالبہ کیا جائیگا، البتہ جو انکار نہیں کرتے، مگر دینے کی بجائے دبانے کی تدبیر کرتے ہیں، ایسے افراد گنہگار سمجھے جائینگے، اور انہیں وقتاً فوقتاً تنبیہ بھی کی جائیگی، تاکہ مطلوبہ رقم کی ادائیگی پر رضامند ہوجائیں، ورنہ بصورت دیگر ان کی سزا بحال رکھی جائے گی۔خواہ اس اثنا میں ان کے جسم اور جان کا رشتہ ہی کیوں نہ ٹوٹ جائے۔اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جب تم کسی کو کوئی برائی کرتے ہوئے دیکھو اور اسے روکنے کی صلاحیت اپنے اندر پاؤ تو طاقت اور زور کے بل پر اسے روک دو.....ظاہر ہے زکوۃ دبانا انتہا درجے کی برائی ہے لہذا باا ثر کو چاہئے کہ اسے بزور رفع کرے۔،، (المحلی لابن حزم ص ۳۱۳ ج ۱۱) .... (جاری ہے)

......☆......☆......☆......☆......☆......

یا کسی اور صورت میں' (نصاب کو پہنچتا ہو) تو زکوۃ دینی ہوگی